ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ڈاکٹر محمد رفیق

شعبہ اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر شائستہ حمید خان

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

ناول "تلاشِ بہاراں" کی "کنول کماری ٹھاکر" اور مثالیت پسندی

Dr. Muhammad Rafique
Department of Urdu, GC University, Lahore.
Dr. Shaista Hameed Khan
Assistant Professor, Department of Urdu, GC University, Lahore.

Kanwal Kumari Thakur and idealism of the novel "Talash-e-Baharan"

Idealism in literature of any language is like dreamful thinking by such authors who have a keen desire to change their societies. To create some strong ideal characters whom thoughts, talks and actions are superb, appreciable, quotable and acceptable for their readership. The characters having basic importance to proceed the story or "Qissah" in fiction particularly novel and short story. The novel "Talash-e-Baharan" by Jamila Hashmi is a beautiful effort to beautify the Indo-Pak society. Her unique feminine character Kanwal Kumari Thakur is good example of idealism. The author of this article studied this character and tried to prove his views analyzing this main and strong character of Kanwal Kumari Thakur.

Keywords: *Urdu Literature, Novel, Idealism, characters, Talash-e-Baharanm, Jamila Hashmi, Kanwal Kumari Thakur.*

اُردو زبان میں ناول نگاری کی روایت کو ڈیڑھ صدی ہونے کو آئی ہے۔ مولوی نذیر احمد سے لے کر موجودہ عہد تک ناول کی روایت اپنے اندر طرح طرح کے کردار اور ان کے پیشکش کے نت نئے انداز لیے ہوئے ہے۔ اس کہکشاں میں مولوی نذیر احمد کی اصغری، اکبری، مرزا نصوح، 'فسانہ آزاد' کا آزاد اور کھوجی، گؤدان کا ہوری، گریز کا ہیرو، آگ کا دریا کا کردار گوتم نیلمبر سمیت بہت سے کردار اُردو ناول کا حاصل قرار دیے جاسکتے ہیں۔ یاد رہ جانے والے انہی اثر انگیز کرداروں میں سے ایک کردار جمیلہ ہاشمی کے ناول "تلاش بہاراں" کا کردار کنول کماری

ٹھاکر ہے۔ اُردو میں اس کردار کے حوالے سے جتنی بحث ہوتی رہی ہے اس سے اس کردار کی تخلیقی اُپج کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

"تلاشِ بہاراں" کو اُردو ناولوں میں دو حوالوں سے سب سے زیادہ پذیرائی حاصل رہی ہے۔ ایک تو آدم جی ایوارڈ اور دوسرا اس ناول کی مرکزی کردار کنول کماری ٹھاکر کے کردار کے حوالے سے ہونے والی غیر معمولی بحث کی وجہ سے ناول تنقیدی حلقوں میں خصوصی اہمیت اختیار کر گیا۔ "تلاشِ بہاراں" کو کرداری ناول بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس ناول کا مرکزی نقطہ کنول کماری ٹھاکر ہے۔ اس ناول میں کنول کماری ٹھاکر کا کردار ایک باشعور اور باہمت ہندوستانی خاتون کا کردار ہے۔ ناول کا راوی کنول کا ایک عقیدت مند دوست ہے جو پیشے کے اعتبار سے صحافی ہے۔ ناول کی کہانی فلیش بیک تکنیک کے ذریعے پیش کی گئی ہے۔ شروع میں ہی یہ ظاہر کر دیا جاتا ہے کہ کنول کماری اب اس دنیا میں نہیں رہی۔ ناول کی بقیہ کہانی راوی کی یادداشتوں کے ذریعے آگے بڑھتی ہے۔

ناول کے آغاز میں کنول کماری ایک مظلوم لڑکی کرشنا کی وکیل کے طور پر سامنے آتی ہے۔ کرشنا ذات برادری کی قیود کو ٹھکرا کر محبت اور یقین کے سہارے اعلیٰ ذات کے لڑکے رویندر کمار سے شادی کر لیتی ہے۔ کچھ ہی دن بعد جب محبت کا نشہ کچھ اترتا ہے تو رویندر اپنے خاندان کے دباؤ کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا ہے اور کرشنا کو گھر سے نکال دیتا ہے۔ یوں یہ معاملہ اخبارات کی زینت بنتا ہے اور عدالت تک جا پہنچتا ہے۔ عدالت کی کاروائی کے بیان میں کنول پہلی بار کچھ اس طرح سامنے آتی ہے:

> "اس نے کرشنا بوس کی طرف سے ایک فاضل وکیل کی طرح پورے معاشرے پر تنقید کی اور آخر میں بتایا کہ اس جاگتے زمانے میں کسی رویندر کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی کرشنا کے ساتھ شادی رچا کر اسے تین چار ماہ اپنے پاس رکھے اور پھر اسے اپنی داشتہ کہہ کر اس کی بے عزتی کرے اور یوں مہذب دنیا میں اسے ذلیل کرے۔"(۱)

کرشنا کے کیس میں کنول کماری کو فتح حاصل ہوتی ہے۔ اس کے بعد کنول اعلیٰ تعلیم اور یورپی سوسائٹی کا مطالعہ کرنے کے لیے لندن چلی جاتی ہے۔ انگلستان سے واپسی پر وہ آگرہ میں ہندوستانی لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کے لیے کالج قائم کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ عورتوں کے سماجی رتبے کی بحالی کے لیے بھی جدوجہد جاری رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں وہ باقاعدہ تحریک چلانے کا ارادہ رکھتی ہے اور راوی سے تعاون حاصل کرنے کی بھی خواہاں ہے:

"میں نے اپنی کتاب کو پھر سے ترتیب دینے کا ارادہ کر لیا۔ کنول ٹھیک ہی تو کہتی ہے کہ دُکھتے ہوئے ناسور کئی ہیں اور ان کی صحت مندی کا بار اُٹھانے کے لیے کسی مرد کے کندھے چاہییں۔ کنول نے پہلے تحریکوں میں حصہ لے کر دیکھ لیا تھا۔ کام کرنے کا وہ طریق درست نہ تھا اور اس پس منظر میں رہ کر تنظیم کرنی چاہیے۔ باقی کام میں کروں گا۔ میر دل غم اور غصے سے کھول رہا تھا۔" (۲)

عورتوں کے حقوق کے سلسلے میں اُٹھائے جانے والے اقدامات کی مخالفت میں کنول کماری کی حریف کے طور پر سامنے آنے والی بھی ایک عورت تھی۔ جس کا نام شوبھا تھا اور وہ بھی اسی اخبار میں کام کرتی تھی جس میں راوی چیف ایڈیٹر کے طور پر ملازم تھا۔ شوبھا پڑھی لکھی تو تھی مگر اچھے کردار کی عورت نہ تھی۔ وہ عورتوں کے حقوق کی مخالف نہیں تھی بلکہ اسے کنول کماری سے خدا واسطے کا بیر تھا۔ شوبھا کی طرف سے اخبارات میں کیے گئے پروپیگنڈے کے نتیجے میں کنول کماری وقتی طور پر ہزیمت اٹھاتی نظر آتی ہے۔ مگر بہت جلد شوبھا کو اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا ہے اور وہ شہر چھوڑ کر کہیں دوسری جگہ چلی جاتی ہے۔ اس کے بعد ناول میں شوبھا کی کہانی اس کے خطوں کے ذریعے سے آگے بڑھتی ہے جو وہ وقتاً فوقتاً راوی کے نام لکھتی رہتی ہے۔

بعض اوقات کنول کماری کی شخصیت میں مافوق البشر کی سی کیفیت کا احساس ہونے لگتا ہے جو بھی اس سے ملتا ہے نہ صرف اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے بلکہ اپنی انا اور نظریات کا اختلاف سب کچھ بھول جاتا ہے۔ ناول میں کنول کماری سے ملنے والے سبھی کردار اس سے بُری طرح متاثر نظر آتے ہیں۔ ان سب کرداروں میں ایک صرف شوبھا تھی جو کنول کو للکارتی تھی۔ وہ بھی بالآخر کنول کی عظمت کی قائل ہو جاتی ہے۔ کنول کے حوالے سے اس کے بدلے ہوئے جذبات کا اظہار وہ راوی کے نام ایک دوسرے خط میں کچھ اس طرح کرتی ہے:

"کنول کماری آج کہاں ہے؟ کنول کی سی بیٹیاں تو کم پیدا ہوتی ہیں اور میری طرح کی عورتیں سینکڑوں ہیں۔ تحریک کی مخالفت نئے ارادوں کے خلاف آواز نہ جانئے اور کون اٹھالے۔ بہر حال میں اپنی ساری راہ کے ساتھ تمہارے ساتھ ہوں۔ میں اپنی زندگی ایک مثال کے طور پر تمہارے سامنے پیش کر سکتی ہوں تاکہ تم تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل کو میرے زخم دِکھا سکو۔ میں ایک ایسی لاش بننے کے لیے تیار ہوں جس کو چیر پھاڑ کر انسانی دل اور جسم کے اندرونی حالات کا جائزہ لے کر انہیں درست کیا جا سکے۔" (۳)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

کنول کماری کا کردار ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ ، باکردار اور حوصلہ مند عورت کا کردار ہے۔ اس میں تحمل اور ہوشمندی کا فقدان نہیں وہ اپنے ارادوں میں پختہ اور اپنے نظریات میں بالکل واضح ہے۔ زندگی گزارنے کا سلیقہ اس نے اپنے تجربات اور مشاہدات سے سیکھا ہے۔ اس کی آنکھوں میں عزم اور حوصلے کی ایسی روشنی ہے جو دوسروں کے لیے ایک پیغام لیے ہوئے ہے۔ کنول کی جدوجہد صرف عورت کے سماجی مرتبے کی بحالی کے لیے نہیں ہے بلکہ وہ عورت کے صنفی وقار کی بحالی کے لیے کوشاں ہے۔ عورت اور مرد کے سماجی تعلق کے حوالے سے کنول کے دماغ میں کوئی ابہام نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ اپنے خیالات کا اظہار کرتی ہے تو راوی کے پاس اس کی باتوں کا کوئی جواب نہیں ہوتا۔ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

> ”کنول مجھ سے کہتی تھی کہ تم لوگ عورت کو اس لیے ہی کیوں دیکھتے ہو کہ وہ مرد کے لیے زندہ ہے۔ اس کی اپنی الگ کوئی زندگی کیوں نہیں ہے۔ اس کا اپنا ایک الگ وجود ہے۔ تم اس کو دیکھو گے تو بیٹی کی حیثیت سے بہن بنا کر بیوی اور ماں کی طرح۔ کیا عورت ان حالتوں کے علاوہ ایک عورت نہیں ہے۔ اگر تم ایک مرد بن کر زندہ رہتے اور ترقی کرتے ہو تو کیا عورت بہن، بیوی، بیٹی کے رشتوں سے بلند ہو کر نہیں رہ سکتی۔ تم نے اپنی عقل کے جو پیمانے بنا لیے ہیں، انہیں عورت کی شرافت، اس کی عزت اور اس کی ہستی کے ناپنے کے لیے کیوں مقرر کرتے ہو؟“[۴]

کنول کماری کا خیال تھا کہ عورت کی سماجی حیثیت میں اس وقت تک تبدیلی ممکن نہیں جب تک مرد اس کے بارے میں اپنے نظریات میں واضح تبدیلی نہیں کر لیتا۔ معاشرے کے نصف سے زیادہ حصے کو نظر انداز کر کے معاشرے میں صحت مند تبدیلی نہیں لائی جا سکتی۔ کنول کے نزدیک معاشرے کو بہتر کرنے کا واحد طریقہ عورتوں کی تعلیم اور ان کے حقوق کا احساس ہے۔ اسی لیے کنول نے عملی جدوجہد کا راستہ اپنایا اور دن رات محنت اور لگن سے کام کر کے بہت سے لوگوں کو اپنا ہم خیال بنا لیا۔ سماجی زندگی میں اعلیٰ و ارفع قدروں کا احیاء ہی کنول کماری کا مطمع نظر تھا جس پر وہ عمر بھر کاربند رہی۔ کنول نے اپنے سماج سے ایک مختلف زندگی گزاری۔ اس نے خود کو خواہشات کا غلام نہیں بنایا اور اپنی روح کو تمناؤں سے آلودہ نہیں ہونے دیا۔ راوی اس کے بارے میں سوچتا ہے:

> ”آج سوچتا ہوں کہ کنول تو ایک فنکار تھی۔ ڈی ایچ لارنس کے لفظوں میں۔ صرف واحد عورت جو خالصاً دوسروں سے بلند اور اصلاً الگ اور تنہا تھی جو حقیقتاً زندگی کو ایک فن بنا سکتی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ہے جس کے رشتے باقی دنیا سے ایک تفریح ہیں۔ بچوں کی محبت اور عام زندگی کی راحتیں اس کے لیے جھوٹ تھیں، اسے خدا نے اس لیے پیدا نہیں کیا تھا کہ وہ دوسروں سے مدغم ہو کر اپنی ہستی کو دوسروں کے اندر سمو دے وہ تو دوسروں سے بلند اور الگ رہنے کے لیے بنائی گئی ہے، چاہے اس کے تجربات کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔"(۵)

کنول کماری ٹھاکر کا کردار ناول میں مرکزی اہمیت رکھتا ہے، دیگر تمام کردار خود کو اس کے ساتھ تعلق کی وجہ سے نمایاں کرتے ہیں۔ کنول پر سماج کی دھتکاری ہوئی عورت کو حقوق دلوانے کی دھن سوار ہے۔ وہ پورے استحصالی نظام کو تبدیل کرنے کا خواب دیکھتی ہے۔ اس کے نزدیک عورت فطرتاً کمزور نہیں بلکہ وہ سمجھتی ہے کہ عورت مرد کے ساتھ مل کر اس دنیا کو خوبصورت بنانے میں اپنا کردار ادا کر سکتی ہے۔ جمیلہ ہاشمی نے اسی نصب العین کو پیش کرنے کے لیے کنول کماری کو آئیڈیل بنا کر پیش کیا ہے اور اس کی ساری زندگی عورتوں کو سماج میں مناسب مقام دلوانے کی جدوجہد سے عبارت ہے۔ وہ کہتی ہے:

"عورت اگر دیوی نہیں تو وہ راہ گزاروں کی خاک بھی نہیں۔ اسے پرانے زمانے ہاتھ میں تھما کر چلنا سکھائے؟ میں یہ نہیں کہتی کہ وہ آپ سے آگے نکل جائے گی مگر وہ آپ کے دوش بدوش ضرور چلے گی۔ مغرب میں عورت نے آزادی حاصل کر لی ہے، وہاں زندگی کا مجموعی شیرازہ پریشان ہو گیا ہے، اس لیے کہ وہاں اندھیرا ہے۔ وہاں مذہب کے سوتے کب کے خشک ہو گئے ہیں۔ وہاں اعتدال نہیں ہے۔ آپ آزما کر تو دیکھیے آپ کو پچھتانا نہیں پڑے گا۔"(۶)

کنول کماری ٹھاکر کا کردار اردو ناول کی روایت میں ایک غیر روایتی کردار ہے۔ وہ آخری دم تک اپنی انا اور خودداری کی حفاظت کرتی ہے۔ اس کے آہنی ارادے دوسروں کو حیران کر دیتے ہیں۔ ناول میں رادھے کرشن کی طرف سے اپنی ساری جائیداد کنول کو دینے کے فیصلے پر سماج میں مفاد پرستوں کی طرف سے اٹھائے جانے والے شور کے بعد کنول وہ ساری جائیداد حکومت کو دے دیتی ہے۔ اتنی بڑی جائیداد کو اپنے اصولوں پر قربان کر دینا کنول کماری جیسی شخصیت ہی کا کام ہو سکتا تھا۔ کنول کے اس فیصلے پر اس کے ارد گرد رہنے والے لوگ بھونچکا رہ گئے تھے۔ اس موقعے پر کنول کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

"دولت تو محض ایک ذریعہ ہے۔ کُل شے نہیں اور میں اپنی راہ پر کسی دولت کے سہارے نہیں بڑھی ہوں۔ میں تو ایک مزدور عورت ہوں، جس کا کام ہی اس کا سب سے بڑا انعام ہو سکتا ہے۔ مجھے رادھے کرشنن کی اپنے ہاتھوں سونپی جائیداد کا اس کی آخری تمنا سمجھ کر احترام ضرور ہے مگر میں اسے اپنی راہ میں ایک رکاوٹ سمجھ کر الگ بھی کر سکتی ہوں۔"(۷)

جمیلہ ہاشمی نے کنول کماری ٹھاکر کے کردار میں ایک مکمل عورت یا مثالی ہستی کا تصور پیش کیا ہے۔ اس کی ہر حرکت اور عمل میں قطعیت پائی جاتی ہے۔ اس کے ملنے والے اس سے مرعوب ہوتے ہیں۔ اس کے کہے کو اپنا نصب العین سمجھتے ہیں۔ اس کے زندگی گزارنے کے طریقے کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کرشنا، نیرا، بینا، شوبھا اور خود راوی کنول کے جیسا بننا چاہتا ہے۔ خاص طور پر راوی کنول کماری کا ایسا معتقد ہے جو کنول کی طرزِ حیات کے ہر لمحے کو اہمیت دیتا ہے اور اسے سرمایہ ہستی گردانتا ہے۔ راوی کی کنول سے عقیدت ان تھک اور بے بدل ہے۔ کنول کے معمولات کے حوالے سے راوی کے جذبات دیکھیے:

"ہم سب تو اپنے آپ کو بھلانے کے لیے مصروفیتیں ڈھونڈتے اور مصروفیتیں پیدا کرتے ہیں اور مجھے معلوم ہے کنول اپنے آپ کو سب سے زیادہ جانتی تھی۔ کیا وہ کبھی اپنے وجود کے اندھیروں سے ہراساں نہیں ہوئی۔ سال اس کے لیے لمحے تھے اور لمحے سال تھے۔"(۸)

انسانی زندگی کی بہتری اور عورت کی سماجی حیثیت کی تعمیر کنول کماری کا نظریہ حیات نظر آتا ہے۔ سماجی بہبود کے کام اس کے لیے دین و دھرم کا مقام رکھتے ہیں۔ وہ دکھی اور بے سہارا عورتوں کے لیے 'نادار گھر' قائم کرتی ہے مگر مخالفین اس کے خلاف بہت پست پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ کنول پر طرح طرح کے بے بنیاد اور جھوٹے الزامات گھڑے جاتے ہیں اور اس کے نادار گھر کو قحبہ خانہ قرار دیتے ہیں۔ ایسے الزامات ایک سچے سماجی کارکن کے حوصلے کو کم کر دینے کے لیے کافی ہوتے ہیں مگر کنول اس سب کے باوجود کسی نہ کسی مشکل میں اپنے مشن کو آگے بڑھاتی رہتی ہے۔ تاہم نادار گھر کو بند کر دیا جاتا ہے:

"اس زندگی کے سمندر میں بہتی ان دنوں نادار گھر میں نیرا بھی آگئی تھی۔ کنول کماری کا نادار گھر ایک سورگ تھا۔ وہ خود عورتوں کی ضروریات کا خیال رکھتی۔ ان کے لیے دوا مہیا کرتی۔ ان کی صحت کا خیال رکھتی۔ ان کی تیمارداری کرتی اور ان کو زندگی کی نیکیوں،

اچھائیوں اور آدرشوں کا گُر بتاتی۔ اس کی ہمت سے اس کی محنت سے نادار گھر کی عورتیں پڑھنا لکھنا سیکھنے لگیں۔"(۹)

انسانیت کو اپنا دھرم بنا لینے کے باوجود کنول کماری روایتی مذہبی ذمہ داریوں سے غافل نہیں ہوئی۔ دن بھر سخت محنت کرنے، مخالفین کی ریشہ دوانیوں کا مقابلہ کرنے، سماجی تقریبات میں شرکت کرنے، کالج کے معاملات کو دیکھنے اور ملنے جلنے والوں سے ملاقاتیں کرنے کے باوجود بھی وہ ہر رات بھگوان کی مورتی کے سامنے روتی گڑگڑاتی اور اپنے لیے حوصلہ اور استقامت طلب کرتی۔ دن بھر دنیا کے جھمیلوں کا مردانہ وار مقابلہ کرنے والی کنول رات کو اپنے معبود کے چرنوں میں جھک جاتی ہے۔ یہ عمل شائد اس کے لیے استقامت حاصل کرنے کا ایک روحانی ذریعہ تھا:

"نیرا نے مجھے بتایا کہ اس نے راتوں کو اسے بھگوان کی مورتی کے سامنے بلکتے اور روتے دیکھا ہے۔ ایسے کہ اس کا سارا دھیرج آنسو بن کر آنکھوں میں بہہ گیا ہے۔ وہ بھگوان کی مورتی کے سامنے یوں تڑپی ہے کہ میرا بھی کیا روئی ہو گی۔ اس نے اپنے مان کے لیے کسی در کے سامنے جھکنا قبول نہیں کیا، پر اس کا ماتھا اس مورتی کے چرنوں میں رات رات پڑا رہا ہے۔ اس نے ہمیشہ یہ پرارتھنا کی ہے "پر بھو تمہاری شرن کے علاوہ مجھے اور کسی طرح کی امید نہیں، تو نے اگر مجھے طاقت دی تو سہارا بھی دے۔"(۱۰)

کنول کماری ٹھاکر کی شخصیت کی یکتائی کو برقرار رکھنے کے لیے جمیلہ ہاشمی نے جنسِ مخالف کے حوالے سے احتیاط پسندی کا رویہ اختیار کروایا۔ کنول جیسی حسین و جمیل اور پر اعتماد عورت کے لیے مردوں کے دل مچلنا ایک فطری عمل نظر آتا ہے۔ ناول میں کئی مرد خود کو کنول کی محبت میں گرفتار پاتے ہیں ان مردوں میں خود راوی بھی شامل ہے۔ آخری دم تک راوی کے دل میں کنول کے عشق کی شمع جلتی رہتی ہے۔ کنول کی شخصیت کا سحر ڈان وارٹن جیسے لااُبالی کردار پر اپنا اثر دکھاتا ہے اور وہ بھی خود کو کنول کے امیدواروں میں پاتا ہے۔ اسی طرح راوی کا دوست اور ایک اچھے کردار کا حامل آدمی راجندر پرشاد بھی کنول کے لیے اپنے دل میں پسندیدگی کے جذبات رکھتا ہے۔ راجندر کو دوسروں کے مقابلے میں یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ خط لکھ کر کنول کو اپنے دلی جذبات سے آگاہ کر دیتا ہے۔ ہر چند کے کنول اس کی نہ صرف حوصلہ افزائی نہیں کرتی بلکہ اس عمل کو ناپسندیدہ قرار دیتی ہے۔ کنول کے ان ہی چاہنے والوں میں ایک پختہ عمر کے ڈاکٹر بھٹا چاریہ بھی شامل ہیں۔ یہ موصوف کنول کے سامنے ہی خود کو اس سے شادی کا

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

خواستگار قرار دے ڈالتا ہے حالانکہ ڈاکٹر بھٹار چاریہ پہلے سے شادی شدہ ہوتا ہے۔ڈاکٹر کے اس عمل کا کنول بہت برا مناتی ہے۔ اس واقعے کے بعد کنول ڈاکٹر بھٹا چاریہ سے ہمیشہ کے لیے قطع تعلق کر لیتی ہے۔ کنول کماری ٹھاکر کے کردار پر بعض ناقدین نے سخت قسم کے اعتراضات کیے ہیں۔ ناقدین کے نزدیک کنول کماری ایک کمزور کردار ہے۔ مثال کے طور پر ڈاکٹر نیلم فرزانہ لکھتی ہیں:

> ”کنول کماری ناول کا ایک مرکزی کردار ہے۔ جس پر ناول نگار نے اپنی پوری توجہ صرف کی ہے لیکن تمام تر کوششوں کے باوجود مصنفہ اسے ایک زندہ کردار بنانے میں ناکام رہی ہیں۔ کنول ٹھاکر ایک زندہ عورت نہیں بلکہ ایک بے جان تصور یا آئیڈیا کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔“(۱۱)

ڈاکٹر نیلم فرزانہ کی رائے اپنی جگہ پر اہم ہے مگر یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ دنیا میں مختلف مزاج اور طبائع کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ویسے بھی عموماً فکشن کے لیے انہی افرادِ معاشرہ کو منتخب کیا جاتا ہے جو عام لوگوں سے مختلف ہوں۔ زندگی میں پیش آنے والا کوئی شدید نوعیت کا واقعہ فرد کی بقیہ زندگی کو بالکل بدل کر رکھ دیتا ہے۔ یہی کچھ کنول کی زندگی میں اس کی سگی بھابھی شمشا کی موت کی صورت میں ہوا۔ یہ واقعہ کنول کے لیے ناقابلِ برداشت اور ناقابلِ قبول تھا۔ اس وقوعے نے اس کی اگلی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ شمشا کی موت سے اس کی روح لرز کر رہ گئی اور یہ موت طبعی موت نہیں تھی بلکہ سماج کی ستائی ہوئی بیوہ نے خودکشی کی تھی۔

شمشا کی خودکشی کا بوجھ تمام عمر کنول نے محسوس کیا اور اسی لیے اس نے مظلوم عورتوں کے حقوق کے لیے جدوجہد شروع کی تھی۔ تاکہ دوبارہ کوئی لڑکی شمشا جیسے انجام سے دوچار نہ ہو۔ شمشا بھابھی کی بربادی نے کنول کی زندگی کو ایک نئی ڈگر پر ڈال دیا۔ کنول نے اپنی زندگی میں کرشنا اور نیرا جیسی عورتوں کے لیے بہت سے کام کیے جو ان بے سہاروں کے لیے مضبوط سہارا ثابت ہوئے۔ ناول کے آخر میں کنول کماری عملی طور پر مزاحمت کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اپنے کالج میں وہ رات رات بھر اس ہوسٹل کی پہرہ داری کرتی جس میں مسلمان لڑکیوں کا قیام تھا۔ کیوں کہ ہر طرف فسادات کی آگ بھڑک چکی تھی اور چندر شیکھر جیسے لوگوں نے اس آگ کو بھڑکانے کے لیے باقاعدہ منصوبہ بندی کر لی تھی۔ ایسے ماحول میں ایک رات چندر شیکھر کے ساتھیوں نے ہاسٹل پر ہلہ بول دیا اور ہاسٹل کی عمارت کو بم سے اڑا دیا۔ اس واقعے میں کنول کماری بری طرح زخمی ہوئی اور اس کی آنکھوں کی بینائی بھی چلی گئی۔

کنول کماری ٹھاکر کا کردار اپنی استقامت، انسان دوستی، روشن خیالی اور سماج کے کمزور طبقہ کی حمایت کے حوالے سے اردو ناول کا ایک یادگار مثالیت پسند کردار ہے۔ اس کردار کی بنت میں جمیلہ ہاشمی نے بہت محنت کی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے خود ناول نگار بھی اپنی تخلیق کے سحر میں گرفتار ہے۔ یہی بات اس کردار کو غیر معمولی اہمیت عطا کرتی ہے۔ کردار نگاری کے حوالے سے جمیلہ ہاشمی کا یہ ناول ایک کامیاب تخلیقی اظہار کی حیثیت رکھتا ہے۔ چونکہ ناول میں کرداروں کی تعداد کافی زیادہ ہے اس لیے ان تمام کرداروں کے مابین توازن برقرار رکھنا ایک مشکل کام ہوتا ہے۔ مگر جمیلہ ہاشمی نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر یہ کام آسان بنالیا ہے۔ اس ناول میں کنول کمار کے کردار کو وہی حیثیت حاصل ہے جو نظامِ شمسی میں سورج کو حاصل ہے۔ جمیلہ ہاشمی نے زیادہ توجہ بھی اسی کردار کی تعمیر میں صرف کی ہے۔یہی وجہ ہے کہ باقی کردار زیادہ ابھر کر سامنے نہیں آپاتے۔ جمیلہ ہاشمی کا یہ ناول کنول کماری ٹھاکر کے کردار کی وجہ سے ہمیشہ یادرکھے جانے کے قابل ہے۔

حوالہ جات

۱۔ جمیلہ ہاشمی، تلاشِ بہاراں،(لاہور،:سنگِ میل پبلی کیشنز،۲۰۱۱ء)،ص:۱۱

۲۔ ایضاً،ص:۹۳،۹۴

۳۔ ایضاً،ص:۱۱۷،۱۱۸

۴۔ ایضاً،ص:۱۲۱

۵۔ ایضاً،ص:۱۲۲،۱۲۳

۶۔ ایضاً،ص:۲۶۳

۷۔ ایضاً،ص:۲۶۲

۸۔ ایضاً،ص:۲۹۴

۹۔ ایضاً،ص:۳۷۰،۳۷۱

۱۰۔ ایضاً،ص:۳۷۳

۱۱۔ نیلم فرزانہ ، ڈاکٹر ، اردو ادب کی اہم خواتین ناول نگار،(علی گڑھ: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس،۱۹۹۲ء)،ص:۲۵۹